Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

مُعمّا

رفاقت جاوید

ریٹائرمنٹ کا ''زہر'' پینے کے بعد میرا رجحان مذہب کی طرف ہو گیا تھا۔ بیگم کو اس دارِفانی سے رخصت ہوئے چھ مہینے ہوئے تھے۔ بچے دوسرے ملکوں میں تھے صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد میں قرآن پاک کی تفسیر لے کر صوفے پر بیٹھ جایا کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ورد کرتے ہوئے مجھے بے حد ذہنی سکون ملتا۔

میرے گھر کے قریب ایک چھوٹا سا پارک تھا۔ جہاں میں اپنی بیگم کے ساتھ کبھی کبھار چہل قدمی کیا کرتا تھا۔ اس

www.urdupalace.com

کے جانے کے بعد مجھے پارک کا رستہ ہی بھول گیا۔

وہ ایک بے حد سہانی صبح تھی۔ میں نے تسبیح اٹھائی اور پارک کی جانب نکل گیا۔ بیتا ہوا ماضی میرے ارد گرد منڈ لاتا رہا اور میں پارک میں پہنچ گیا۔ پارک میں چار بزرگ حضرات کا ایک ٹولا زیرو کی رفتار میں طوعاً وکرہاً چہل قدمی کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے بینچ پر بیٹھ کر ان کا جائزہ لیا...... غالباً ان چار بزرگوں کا رشتہ خونی کہیں سے نہیں تھا۔ یہ تو دیرینہ اور گہری دوستی کا اٹوٹ بندھن تھا۔

عمر کے اس حصے میں ان کی باتیں جن میں طنز و مزاح کے ہمراہ ہلکی سی کڑواہٹ بھی تھی۔ میرے دل کو ایسی بھائی کہ دل چاہا کہ ان کے ساتھ چل پڑوں تھوڑی دیر بعد ہی وہ سب واپس چلے گئے۔ اور میں پارک میں اکیلا رہ گیا۔ مجھے تنہائی میں تسبیح پڑھتے ہوئے ایسے گمان ہوا جیسے میں اپنے رب سے باتیں کر رہا...... جب سورج ذرا اونچا ہوا تو مجھے وہ سب باتیں یاد آنے لگیں...... جن پر کڑھ کر میری بیوی اتنے شدید ڈپریشن میں چلی گئی تھی کہ آخر اس کے دماغ کی رگ پھٹ گئی...... مگر ایسا کیوں ہوا...... اس کے لیے پہلے آپ کو میرے بچوں اور بیوی سے ملنا پڑے گا۔

☆☆☆

تیرہ سالہ ارحم نے بہ مشکل کھڑکی کے سامنے لگے ہوئے پردے کے ایک کونے کی معمولی سی جھری سے کمرے کے اندر جھانکنے کی کوشش کی مگر کچھ نظر نہیں آیا...... وہ سیدھا کھڑا ہو کر پھر سے کھڑکی کا جائزہ لینے لگا جو مکمل طور پر اندرونی طرف لٹکے ہوئے پردے سے ڈھکی ہوئی تھی۔ ارحم کے چہرے پر ناکام سے تاثرات ابھرے اور وہ کچھ نادم سا ہوتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا۔ ماہین نے قدموں کی چاپ سنتے ہی ذرا سا پردہ سرکا کر باہر دیکھا۔

''رات کے ساڑھے گیارہ بجے ارحم یہاں کیا کر رہا تھا۔ ہمارے کمرے کی کھڑکی کے پاس یہ سب کیا ہے؟'' وہ سوچتے ہوئے ارحم کی پشت کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔ البتہ حیران ضرور تھی...... اور بے کلی روح کی گہرائیوں تک سرائیت کر گئی تھی۔

''کیا ہوا......؟ کون تھا؟ اور اس وقت ہمارے کمرے کی کھڑکی کے پاس کیا کر رہا تھا۔'' فاران نے ماہین کو پریشانی کے عالم میں دیکھ کر پوچھا۔

''نہ جانے کون تھا...... ہوسکتا ہے چوکیدار ہو یا کتا......'' ماہین نے شوہر کو بتانا مناسب نہیں سمجھا۔ حالانکہ دل تھا کہ حیرت کے ساتھ بے حد خوفزدہ اور مشکوک...... کہ۔ ''ارحم اس وقت یہاں کس مقصد کے لیے آیا تھا...... کیا ہماری باتیں سننا چاہتا تھا یا اندرونی منظر دیکھنا مقصود تھا مگر کیوں؟'' لیکن اسے فوری طور پر کیوں کا جواب نہ ملا۔ ۔ ۔ رات بھر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں بے چینی رینگتی ہوئی محسوس ہوتی رہی اور وہ لیٹے، لیٹے ہی کمر کو ہاتھوں سے سہلا کر کروٹ بدلتی رہی اور خود کو سمجھاتی رہی کہ یہ ایسی کوئی تنگ کرنے والی بات تو نہیں کہ نیند ہی اڑ جائے۔

''یہ معما وقت کے ساتھ سمجھ آ جائے گا۔ مجھے ذرا ہوشیار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔'' وہ خود کو تسلی و تشفی دینے لگتی لیکن سب بیکار اور بے سود تھا۔ کبھی پاؤں میں خارش ہوتی تو کبھی دل معمول سے زیادہ تیزی سے دھڑکنے لگتا۔ ذہن الجھا ہوا تھا طرح، طرح کے خیالات سے...... اسی اضطراری کیفیت میں ہی صبح ہو گئی۔ ملازم نے ٹیبل پر ناشتا لگا دیا تھا۔ ارحم اور راحمہ تیار ہو کر باہر نکل آئے تھے۔ ماہین نے گہری نظروں سے ارحم کا جائزہ لیا۔

''ارحم طبیعت تو ٹھیک ہے ناں...... رات کیسی گزری......'' اس کے چہرے پر کسلمندی کے تاثرات دیکھ کر ماہین نے بے اختیاری سے پوچھا۔

''بہت اچھی نیند آئی ممی! آج تو میں ساڑھے نو بجے ہی سو گیا تھا۔ آپ اور ڈیڈی کی طرح......'' وہ نظریں چرا کر بولا۔

''ممی یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ بارہ بجے تو یہ

www.urdupalace.com

کمرے میں آیا تھا۔ اس سے پوچھیں کہ یہ اس سے پہلے کہاں تھا، گھر میں تو نہیں تھا۔ میں نے اسے پورے گھر میں ڈھونڈا تھا؟'' راحمہ نے شکایتی انداز میں کہا۔

''ممی یہ جھوٹ بول رہی ہے، میں اپنے کمرے میں موجود تھا اور ساڑھے نو بجے تو خراٹے لے رہا تھا۔'' وہ دیدہ دلیری سے جھوٹ بول رہا تھا۔

ماہین خاموش رہی وہ اسے جتانا نہیں چاہتی تھی کہ وہ رات بارہ بجے کے قریب ان کے کمرے کے باہر کیا کر رہا تھا۔ اور اس وقت جھوٹ بولنے کا مقصد کیا ہے؟ اگر وہ ٹھیک کام کر رہا تھا تو پھر وہ اس کام کا انکشاف کرتا نہ کہ چھپانے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیتا۔

بچے اسکول رخصت ہوگئے...... اس خوب صورت اور روشن دن سارا وقت ماہین بے حد مضطرب رہی کہ نہ جانے ہم کس آزمائش میں گھرنے والے ہیں۔ ارحم مزاجاً ہی کچھ بدلا، بدلا سا لگ رہا تھا۔ ''ہوسکتا ہے میرا شک ہو۔'' وہ خود کو حوصلہ افزا الفاظ سے بہلاتی رہی، ڈوبتی اور ابھرتی رہی...... غیر معمولی احساس کے ہمراہ دوپہر ہوئی تو ماہین نے ارحم کو دیکھ کر اسے خوش آمدید کہا۔ اس نے اپنا بیگ صوفے پر پھینک دیا۔ ماہین نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا کر بوسہ دینا چاہا مگر اس کے ردِعمل میں وہ چند قدم پیچھے ہٹ گیا...... اور تیوری چڑھا کر بولا۔

''اس کی ضرورت نہیں۔''

''کیوں بیٹا؟ کوئی پریشانی ہے، مجھ سے شیئر کر سکتے ہو۔'' ماہین نے بے تابی سے کہا اور اس کے قریب ہوگئی۔

''ممی میں بڑا ہوگیا ہوں، مجھے بڑوں کی طرح ٹریٹ کیا کریں۔'' وہ رکھائی سے بولا۔

''تم چاہے ساٹھ سال کے ہوجاؤ، میرے لیے اِک چھوٹے معصوم اور ننھے منے بچے ہی رہو گے سمجھے۔'' ماہین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ممی ایسے نہیں ہوتا۔'' وہ الجھ کر بولا۔ ''مجھے آپ کے نظریات سے اتفاق نہیں۔'' ماہین کی نگاہیں اس کی طرف عجب انداز سے اٹھیں...... اس کے ردِعمل کا اِک عجیب سا احساس اسے ایک شعلے کی طرح چھو گیا۔

''تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے...... یہ بتاؤ کہ آج کل کس دوست کی صحبت میں بیٹھتے ہو...... کتابیں کون سی پڑھتے ہو، فلمیں کون سی دیکھتے ہو...... بتاؤ، فوراً بولو۔''

ماہین نے غیظ و غضب میں اس کا کان مروڑ کر پوچھا۔

''ممی ڈونٹ ٹچ می...... میں نے کہا ناں کہ آئی ایم ناٹ آ چائلڈ اینی مور...... اور غور سے سنیں راحمہ کو بھی برقع پہنا دیں...... وہ جوان ہوگئی ہے۔ جب لڑکے اس کی طرف دیکھتے ہیں تو ان کی آنکھیں نکال کر ان کے ہاتھ پر رکھ دینے کو جی چاہتا ہے۔'' وہ ماں کے ہاتھ کو جھٹکا دے کر بولا۔

''اور راحمہ کو سمجھا دیجیے کہ وہ ڈائٹ کرنا چھوڑ دے۔ کل رات اس نے جو حرکت کی ہے آپ کو بتاتا ہوں ابھی۔''

''بولو...... کیا، کیا ہے اس نے کل رات...... تم تو ساڑھے نو بجے سو چکے تھے ناں......'' ماہین نے کریدنا چاہا۔

''ساڑھے نو بجے سے پہلے کی بات ہے...... ڈنر کے فوراً بعد کی۔'' وہ سنجیدگی سے بولا۔

''بولو بھی تو...... پہیلیاں مت بوجھواؤ بیٹا...... میری جان نکل جائے گی۔'' ماہین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر تڑپ کر کہا۔

''ممی اس لڑکی کو Anorexia nervosa بیماری ہوگئی ہے۔ کسی دن یہ اللہ کو پیاری ہوجائے گی پھر آپ کیا کریں گی۔ ابھی وقت ہے کہ راحمہ کی بیماری پر قابو پالیا جائے۔'' وہ فکرمندانہ لہجے میں بولا۔

''وہ ہر ڈنر کے بعد گلے میں انگلی مار کر قے کر دیتی ہے، آپ کو علم ہی نہیں کہ اس سے موت واقع ہوسکتی ہے۔''

''بیماری، موت، قے...... یہ سب کیا بول رہے ہو؟'' ماہین نے حیرت سے کہا۔

www.urdupalace.com

''جسم کو سلم اور اسمارٹ رکھنے کے لیے آج کل کی لڑکیاں ایسی ہی بے ہودہ حرکتیں کرتی ہیں ممی، یہ بیماری مغرب میں تو بہت عام تھی۔ ہر سال بیسیوں لڑکیاں موت کو اس کی وجہ سے گلے لگاتی ہیں کیونکہ جسم میں اتنی کمزوری آجاتی ہے کہ ہارٹ کام کرنا بند کردیتا ہے۔ ذرا ارحمہ کا وزن تو کریں...... انڈر ویٹ ہے وہ لیکن پھر بھی سمجھتی ہے کہ میں بہت موٹی ہوں...... اسے سمجھائیں ممی...... میں اس کی شکایت نہیں کررہا...... ہمدردی ہے مجھے اس سے۔'' وہ نرمی سے بولا اور وہیں صوفے پر بیٹھ کر بوٹ اتارنے لگا۔

''تم نے یہ کہاں سے پڑھا ہے؟ میں تو اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔'' ماہین نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے حیرت و تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

''انٹرنیٹ زندہ باد ممی...... گوگل صاحب کا بہت، بہت شکریہ......'' وہ لہجے کو خوشگوار بناتے ہوئے بولا۔

''اب ہمیں والدین کی گائڈنیس کی ضرورت نہیں رہی...... گوگل تو ہمارے پیرنٹس سے بہت بہتر ہے۔ اب یہاں سے ہی اندازہ لگالیں کہ آپ کو اس بیماری کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں...... اور میں تفصیلاً بتا سکتا ہوں۔''

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو، والدین آج دنیا کی اس دوڑ میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔'' ماہین نے اعتراف کیا۔

''ممی......! آج کی دنیا اور آپ کی دنیا میں بہت فرق ہے...... ہماری دنیا بے حد وسیع وعریض ہے جبکہ آپ کی دنیا میں قدم رکھتے ہی گھٹن کا احساس ہونے لگتا ہے۔ ممی آئی ڈونٹ لائک اٹ۔'' وہ سنجیدگی سے بولا۔

''ایک طرف تو تمہاری یہ باتیں...... اور دوسری طرف تمہیں اپنی اپیا کی ہر حرکت ناقابلِ برداشت ہوجاتی ہے۔ میں کچھ سمجھی نہیں۔'' وہ حیران کن لہجے میں بولی۔

''ممی......! دنیا چاہے کتنی ہی بدل جائے...... میرا مطلب ہے کتنی ہی ایڈوانس اور ماڈرن ہوجائے۔''

''یعنی مغرب زدہ ہوجائے؟'' ماہین نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''مغرب زدہ نہیں ممی...... ماڈرن ٹیکنالوجی کی بات کررہا ہوں۔ جس کے بہت فوائد ہیں۔ اب تو پرانے ٹیچرز کی بھی کوئی نہیں سنتا......'' وہ تیزی سے بولا۔

''پرانے ٹیچر......؟ کیا مطلب ہے تمہارا......؟'' وہ بھی کاٹ دار لہجے میں بولی۔

''ممی آؤٹ ڈیٹڈ ٹیچرز کی بات کررہا ہوں۔ جن کی تعلیم میں بہت گہرا خلا ہے...... وہ ہمیں کیا خاک پڑھائیں گے؟ بلکہ ہم ہی ان کے بہترین استاد ثابت ہوسکتے ہیں لیکن انہیں کون سمجھائے۔ آپ جیسے پیرنٹس تو اس کام میں بھی ناکام ہیں۔'' وہ ناگوارانہ انداز میں بولا۔

''بیٹا اپنی عمر دیکھو اور اپنی سوچ کر پرکھو...... کچھ مطابقت نظر نہیں آتی۔ بیٹا جی ذہن اور عمر کو ایک ساتھ رکھو...... ان کا سانچہ ایک ہی سائز کا نہ ہوا تو تم زندگی میں آگے بڑھنے کے باوجود بہت پیچھے رہ جاؤ گے۔ تم نے تو مجھے بہت پریشان کردیا ہے۔ اس لیے تو میں نے تم سے ایک ہی سوال کیا تھا کہ کون سی فلمیں دیکھتے ہو کون سی کتابیں، رسالے پڑھتے ہو اور آج کل کن دوستوں کی قربت میں بیٹھتے ہو۔ تم ایسے تو کبھی نہیں تھے۔ بہت معصوم اور بھولے بھالے بچے تھے۔ اب تمہارے خیالات سن کر مجھے تو فکر لاحق ہوگئی ہے کہ تم کس جانب جارہے ہو۔'' وہ فکرمندانہ لہجے میں بولی۔

''ممی آپ کو مجھ پر فخر ہونا چاہیے کہ میں نے اپنی عمر سے دس گنا آگے قدم بڑھایا ہے اور اس میں کامیابی بھی ہورہی ہے۔ میری بند آنکھیں کھل رہی ہیں اور آپ ہیں کہ سخت ہراساں و پریشان...... ممی آپ خوش ہوں کہ انٹرنیٹ نے میرے ذہن کی گرہ کھول دی ہے۔''

''یہی تو درست نہیں تمہیں کیسے سمجھاؤں......؟'' ماہین نے بیٹے سے نظریں چراتے ہوئے زیرلب کہا۔

''ممی میری آپ سے گزارش ہے۔'' وہ نظریں جھکائے مؤدبانہ انداز میں بولا۔

''جی بیٹا...... بولو تم اصل میں کیا کہنا چاہتے ہو۔'' وہ مشکوک سی نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر

www.urdupalace.com

بولی۔ ''تم اپنی ماں سے ہر بات، ہر طرح کا مسئلہ شیئر کر سکتے ہو۔''

''ممی......! آپ کو راحمہ کے بارے میں جو بھی کہہ رہا ہوں آپ کو ماننا پڑے گا۔'' وہ آہستگی سے بولا۔ ''آپ بھی بخوبی جانتی ہیں کہ مجھے راحمہ بہت عزیز ہے۔ حالانکہ مجھ سے بڑی ہے پھر بھی میں اس کی وجہ سے بہت فکر مند رہنے لگا ہوں۔''

''کیوں بھئی......؟ ایسی کون سی حرکت کر دی ہے اس نے......'' وہ اچنبھے سے بولی۔

''ممی......! اسے کو ایجوکیشن سسٹم (مخلوط طرزِ تعلیم) سے نکال لیں۔'' وہ نرمی سے بولا۔

''یہ کیسے ممکن ہے؟ ایک تو دنیا کے آگے بڑھنے کی بات کرتے ہو۔ اور اپنی بہن کے لیے اس قدر دقیانوسی سوچ ......او مائی گاڈ اس لڑکے کو کیا ہو گیا ہے؟ لگتا ہے ارحم تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ خدا کے لیے یہ انٹرنیٹ کی بکواس سے باہر نکل آؤ۔'' ماہین نے اضطراری کیفیت میں کہا۔

''ممی......آپ کو میری بات سے اتفاق نہیں...... لیکن میں ایک بھائی ہونے کے ناتے بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں انٹرنیٹ کے فوائد ہوتے ہیں ہمیں ہر طرح کی انفارمیشن تک رسائی اسی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ لیکن میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ راحمہ کے لیے یہ درست نہیں......'' وہ تاسف بھرے لہجے میں بولا۔

''جاؤ بیٹا میرا دماغ مت چاٹو......اپنا کام کرو، تم تو وہ باتیں کر رہے ہو جیسے بچہ پیدا ہوتے ہی غیب کی پیش گوئیاں کرنے لگے۔ خدا کے لیے بند کرو یہ کمپیوٹر...... میں آج ہی گھر سے انٹرنیٹ کنیکشن کو... کٹواتی ہوں اس نے تو تمہیں دو کوڑی کا بھی نہیں چھوڑا.....تمہاری سوچ وسیع ہونے کے بجائے اس قدر تنگ ہو گئی ہے کہ بیچاری راحمہ عتاب میں آنے والی ہے۔ میرے ہوتے ہوئے ایسا تو ہر گز نہیں ہوگا... خبردار جو آج کے بعد اس قسم کی فضولیات اور بے ہودہ باتیں کیں۔'' ماہین غصے میں کانپ اٹھی۔

''انٹرنیٹ کیفے زندہ باد ممی۔'' وہ ڈھٹائی سے بولا۔ اور ماں کے پاس سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

''ہائے اسے کیا ہو گیا ہے؟ کیسی عجیب باتیں کرنے لگا ہے اور عجیب سی حرکتیں......'' وہ چونکی۔ ''جب بھی میں اور فاران ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں یہ کن انکھیوں سے چوری، چوری دیکھتا ہے اور آخر اس کا مقصد کیا ہے؟ یہ میاں بیوی کے رشتے میں کیا کھوجنا چاہتا ہے۔'' ماہین کو تھرتھری سی آ گئی اور وہ سر جھٹک کر کچن میں آ گئی۔

☆☆☆

''تم نے میری بہن کا ہاتھ کیوں پکڑا ہے؟ میں تمہارا ہاتھ کاٹ دوں گا۔''

ارحم نے راحمہ کے کلاس فیلو زمیر کے منہ پر گھونسا مارتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اس سے پہلے کہ راحم کو بھی ایک بھرپور طمانچہ پڑتا اور اسکول کے گراؤنڈ میں ایک لڑائی اور جھگڑے کا طوفان برپا ہو جاتا۔ راحمہ دونوں کے درمیان آ کر کھڑی ہوئی اور ارحم کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹنے کے انداز میں پرے لے گئی۔ کچھ لڑکے اور لڑکیاں ان کے ارد گرد اور کچھ زمیر کے آس پاس جمع ہو گئے۔

''اپنے بھائی کو سینئر برانچ میں آنے سے منع کرو راحمہ......ورنہ ڈی زاسٹر ہو جائے گا۔'' ایک کی آواز ابھری۔

''اس مسئلے کا ایک حل یہ بھی ہے کہ ارحم کو کسی اور اسکول بھیج دینا چاہیے۔'' دوسری آواز آئی۔

''یہ بڑا ہو رہا ہے۔ خون بھی جوشیلا ہے اور سوچیں بے لگام بھی......اور راحمہ تم بڑی ہو چکی ہو۔ انجوائے کرو یار......بھائی سے جان چھڑواؤ......'' تیسری آواز ابھری۔

راحمہ نے ارحم کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑے، پکڑے وہاں سے دور لے گئی۔

''ارحم تم پاگل ہو گئے ہو......آئی ایم وریڈ اباؤٹ یو۔'' وہ تاسف بھرے لہجے میں بولی۔

''ہاں راحمہ میں پاگل ہو گیا ہوں۔ میں تمہاری

www.urdupalace.com

عزت کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں اور سب نے مجھے پاگل قرار دے ڈالا ہے۔ ممی نے، تم نے اور ان تمام لڑکوں نے۔'' وہ پژمردگی سے بولا۔

''میری عزت کی حفاظت......؟ میں سمجھی نہیں۔'' وہ حیرت و تجسس سے بولی۔

''راحمہ تم نہیں سمجھو گی......'' وہ سر ہلا کر بولا۔

''تم مس فٹ ہوتے جا رہے ہو۔ جاؤ کسی تیسرے درجے کے اسکول میں داخلہ لے لو...... دماغ ٹھکانے آجائے گا۔ بے وقوف تم نے اپنی زندگی کو ریورس گیئر.... میں ڈال کر ہم سب کے ساتھ دشمنی کی ہے اور خود کو تو برباد کرنے پر تل ہی گئے ہو...... کیا ہوتا جا رہا ہے تمہیں۔'' راحمہ نے التجائیہ انداز میں کہا۔

''میں اب ٹھیک راستے پر گامزن ہو چکا ہوں۔ تمہیں اس اسکول سے جانا ہوگا۔ لڑکوں کے ساتھ تمہارا کیا کام......؟'' وہ تلخی و درشتی سے بولا۔

''یہ باتیں تمہیں سوٹ نہیں کرتیں ارحم، تم ابھی بہت چھوٹے ہو...... میں زندگی کی اونچ نیچ سے واقف ہوں اور آج کی ریکوائرمنٹس بھی جانتی ہوں۔ عمر اور ماحول سے ہم ان میں تفریق کرنا سیکھ لیتے ہیں۔ جو وسیع النظری سے کام لیتے ہیں۔ جیت انہی کی ہوتی ہے وہی متوازن اور پرسکون زندگی گزار سکتے ہیں۔ تم بھی اپنی دقیانوسی سوچوں سے باہر نکل کر حقیقی دنیا کو سمجھنے اور پرکھنے کی کوشش کرو۔'' راحمہ نے نرم لہجے میں اسے سمجھانے کی کوشش کی تو اس نے طنز سے بھرپور نظر بہن پر ڈالی۔

''ایسی طنزیہ نظروں سے مت دیکھو...... میں عمر میں تم سے چار سال بڑی ہوں...... اور عقل و شعور کے لحاظ سے تیرہ سال بڑی۔'' وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔ وہ خاموش رہا۔

''ارحم ایک راز کی بات پوچھوں؟'' وہ پھر نرمی سے بولی مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا بس اسے دیکھتا چلا گیا۔

گھر پہنچ کر راحمہ نے آج کی تمام روداد ممی کے گوش گزار کر دی وہ جو پہلے ہی بے حد فکرمند رہنے لگی تھی۔ آج تو پریشانی میں ایسا اضافہ ہوا کہ برداشت کرنا مشکل ہو گیا...... کہ ایک طرف تو یہ خیالات اور دوسری طرف رات کی تاریکی میں نوکروں کے کوارٹروں کی کھڑکیوں سے اندر جھانکنا اور راحمہ اور والدین کے کمروں کے دروازے سے کان لگا کر کن سوئیاں لینا...... یہ سب کیا تھا......؟ اور اس کے پس پردہ کون تھا۔

اگلی صبح حسبِ معمول فاران ناشتے کے بعد آفس چلا گیا...... آج راحمہ اور ارحم کو ماہین نے گھر پر ہی روک لیا تھا۔ کیونکہ وہ ان سے تفصیلاً بات کر کے اس معمے کو حل کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ سوال کرنے کے بعد ماہین نے غور سے ارحم کی طرف دیکھا جو صوفے پر اس کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ماں کی طرف سے چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ ماہین نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے بوسہ دیا۔

''آئی لو یو ارحم...... میں بہت پریشان رہنے لگی ہوں۔ میرے بچے۔''

''ماما...... یہ بوس و کنار کرنا چھوڑ دیں۔ مجھے اس سے شدید نفرت ہے۔'' وہ پرے ہٹتے ہوئے زہرخند سے بولا۔

''ماں کی محبت سے نفرت ہے۔ دھت تیرے کی۔'' وہ حیرت سے تنبیہاً کر بولی۔

''ممی! آج کے بعد مجھ سے سوالات کرنے سے پہلے یہ سوچ لیجیے گا کہ میں اب ایک جوان مرد ہوں بچہ ہرگز نہیں...... مجھے میری زندگی پر اختیار تو ہرگز نہیں لیکن اسے گزارنے پر پورا اختیار ہے۔ اس لیے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ بس میں آپ کو یہ انفارم کرنا چاہتا ہوں کہ میں کل سے راحمہ کا اسکول چھوڑ کر دوسرے اسکول جا رہا ہوں۔ مجھ سے راحمہ کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی خواہ مخواہ میرے ہاتھوں پر کسی کے خون کے دھبے کیونکر لگیں۔'' وہ اپنا فیصلہ سنا کر وہاں سے اٹھ گیا اور اس کے آخری جملے پر ماہین دھک سے رہ گئی۔

www.urdupalace.com

"ممی......! اس نے یہ فیصلہ بے حد درست کیا ہے۔ اب ہم دونوں مشترکہ اسکول میں نہیں پڑھ سکتے...... کیونکہ یہ لڑکا اس عمر میں ہی اس قدر شکی مزاج اور دیوانہ ہو گیا ہے۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ اسی میں ہم سب کی بہتری ہے۔" راحمہ نے بھی فیصلہ کرنے میں نے ایک پل نہ لگایا تھا۔

"میں کہتی ہوں کہ تمام مسئلے کی جڑ ہی یہ انٹرنیٹ ہے۔ اس کی شخصیت ماڈرن لیکن سوچ حد درجے کی دقیانوسی ہونے میں ضرور کسی انتہا پسند سوچ کا ہاتھ ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمارا گھر تو تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے...... اللہ خیر ہی کرے۔" ماہین نے ہاتھ مسلتے ہوئے کہا۔

"ممی......! میں بھی ایسا ہی سوچنے لگی ہوں مگر اس کے اسکول میں ایسے مزاج کا ایک بھی لڑکا نہیں...... اور نہ ہی ٹیچر...... ہمارا اسکول تو بے حد ماڈن اور آزاد خیالی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ممی آپ ڈیڈی سے یہ مسئلہ ڈسکس کریں۔ اب ارحم کے مسئلے پر سوچ بچار کا وقت آ گیا ہے۔" راحمہ نے مضطربانہ لہجے میں کہا۔

"وہ تو شام گئے گھر آتے ہیں اور آتے ہی میں انہیں اس بے ہودہ اور فضول مسئلے میں الجھانا نہیں چاہتی...... لیکن اب تو مجبوری ہے۔ بتانا تو ضرور پڑے گا۔" ماہین نے سوچتے ہوئے کہا۔ "آج نہیں تو کل پتا چل کر ہی رہے گا۔ جناب کسی دوسرے اسکول جانے کا فیصلہ جو کر چکے ہیں۔"

"ممی اس نے بے حد درست فیصلہ کیا ہے۔ اس نے میرا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ ہر وقت میری رکھوالی، مخبری اور اس کی لعن طعن مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔ کلاس فیلوز میرا مذاق اڑاتے ہیں، یہ تو ذہنی مریض بنتا جا رہا ہے۔" وہ بیزاری سے بولی۔

"ایسے مت کہو بیٹا...... تمہارا بھائی ہے، ویسے بھی اس اسکول میں تمہارے چند مہینے تو باقی ہیں۔ تھوڑا برداشت کر لو بیٹا...... یہ لڑکا اب شاید کسی بھی اسکول میں ایڈجسٹ نہیں ہو سکے گا۔ بچوں کے بار، بار اسکول

غزل

گلہ ترے فراق کا جو آج کل نہیں رہا
تو کیوں بھلا یہ مستقل عذاب ٹل نہیں رہا

میں کس سے التجا کروں، میں کس سے ابتدا کروں
دعا اہل رہی نہیں گلہ بدل نہیں رہا

میں راستوں کی بھیڑ میں کہاں یہ آ گیا کہ اب
کوئی بھی راستہ تری گلی کا نکل نہیں رہا

وہ نقشِ پا کو دیکھ کر چلا ہے مجھ کو ڈھونڈنے
اسی گمان کہ عوض میں تیز چل نہیں رہا

فقط یہی ہے آرزو تو مل کہیں تو رو برو
یہ دل ترے فراق میں کہیں سنبھل نہیں رہا

کلام: عارف اشتیاق
پسند: بشریٰ شفیق، کراچی

بدلنے کا نتیجہ بہت بھیانک ہوتا ہے۔ اس لیے تم ہی سمجھنے کی کوشش کرو......" ماہین نے منت وسماجت کے انداز میں کہا۔

"ممی اس پین ان دی نیک" کے ساتھ ایک لمحہ گزارنا مشکل ہے۔ آپ مہینے کا وقت گزارنے کا کہہ رہی ہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا...... ورنہ مجھے اسکول بدلنا پڑے گا۔ آج کا تھپڑ، ہاتھا پائی اور شدید مار کٹائی کی صورت اختیار کر جاتا اگر میں ان کے درمیان نہ آ جاتی۔"

"بیٹا تم ہی لڑکوں میں اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دو...... میں جانتی ہوں کہ لڑکیوں کی طرح یہ لڑکے بھی تمہارے کولیگز ہیں...... دوست بھی ہیں۔ اس میں قطعاً برائی نہیں لیکن اس بیٹے کا کیا کروں؟" ماہین سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

www.urdupalace.com

''ڈیڈی سے مشورہ تو کر دیکھیں۔ میرے پاس تو اس کا کوئی حل نہیں ہے۔'' راحمہ نے کندھے اچکا کر کہا۔

''بیٹا میں سوچ رہی ہوں... اسکول بدلنے سے تم تو اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاؤ گی مگر وہ اپنے انہی نظریات میں مزید مستحکم ہوتا چلا جائے گا۔ مسئلے کا حل یہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے اگر ارحم کو ملک سے باہر کیوں نہ پڑھایا جائے؟ جغرافیائی اور معاشرتی ماحول انسان پر بہت اثر انداز ہوتا ہے۔ اس کے نظریات و خیالات میں مثبت تبدیلی آئے گی۔ مجھے تو ڈر ہے اگر یہی حالات رہے تو وہ کہیں کوئی گروپ نہ جوائن کر لے۔'' وہ کافی فکر مندی سے بولی۔

''ممی گڈ آئیڈیا اس کا تمام پاگل پن چند دنوں میں ہی رخصت ہو جائے گا۔'' بہن، ماں کی سوچ کو سراہا۔

☆☆☆

جب فاران نے بیٹے کو دوسرے کسی اسکول کے بجائے لندن بھیجنے کا مژدہ گوش گزارا تو اس نے حیرت انگیز طور پر کوئی احتجاج کیا نہ ہی معمولی سا انکار...... فوراً خوشی کا اظہار کر کے اس نے گھر والوں کو مطمئن کر دیا تھا۔

لندن روانہ ہونے سے پہلے اس نے بڑی بہن اور ماں کو اپنی دانست میں ایک لمبا چوڑا لیکچر پلایا کہ معاشرے کو سنوارنے اور اس کی غلاظت پر قابو پانے کے لیے ہر عورت، لڑکی اور بچی کو گھر کے اندر رہ کر زندگی گزارنی چاہیے۔ پردہ داری عورت کا حسن ہے...... اور شرم و حیا اس کی عزت و تحریم ہے۔ آج اس کے ساتھ بحث کرنا مناسب نہ لگا تھا۔ وہ گھر سے دور ایک اجنبی دنیا کا باسی بننے جا رہا تھا۔ ماں، بہن کے لیے یہی غم کم نہ تھا۔

ہفتے، مہینوں میں اور مہینے سال کا روپ دھار گئے۔ ارحم چھٹیاں گزارنے اپنے وطن واپس آیا تو والدین نے اس کا حلیہ دیکھ کر ناراضی کا اظہار کیا۔ زمین سے رگڑتی ڈھیلی ڈھالی جینز اور کانوں میں بالی اور گلے میں میٹل کی چین...... یہ سب ایک سال میں کیسے ہوا؟ سب اسی سوچ میں حیران و پریشان تھے

راحمہ نے والدین کو لاکھ سمجھانے کی کوشش کی کہ ارحم کا اس انتہا پسندی سے یہ روپ ہزار ہا درجے بہتر ہے جو کسی کے لیے نقصان دہ نہیں...... لیکن والدین کسی صورت کمپرومائز کرنے کو تیار نہیں تھے۔ اگلی صبح ہی اس کا ہیر کٹ کرایا گیا۔ کان سے بالی اتروائی گئی۔ شلوار قمیص تھما کر ان کے زہر آلود لہجے میں کہا۔

''ایکسٹریمسٹ لوگ تمہارے جیسے ہی ہوتے ہیں لعنت ہے تم پر۔ کیا تم میانہ روی کا مطلب بھی سمجھتے یا۔ وہ حد یا یہ انتہا......'' اسے اپنی شلوار قمیص تھما کر انہوں نے قہر آلود لہجے میں کہا۔

''اعتدال اختیار کرو بے وقوف انسان...... مجھے تو تم سے خوف آنے لگا ہے کہ ابھی تم اٹھارہ سال کے ہوئے نہیں اور طبیعت میں اس قدر تنزل اور شوریدگی کہ زندگی کو متوازن طریقے سے گزارنے کا شعور ہی نہیں رہا تم میں، آج فیصلہ ہو کر ہی رہے گا کہ تم زندگی میں آخر بننا کیا چاہتے ہو؟''

''ایک اچھا، کھرا اور سچا انسان......'' وہ باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ ''اپنی اس لاڈلی کے لچھن دیکھے ہیں آپ نے۔''

''ہائے میرے اللہ...... اسے معاف کر دینا۔'' ماہین نے تڑپ کر کہا۔

''کتنی بار کہا ہے کہ اسے برقع پہنائیں۔ گھر داری سکھائیں، کیا کرے گی اتنی تعلیم حاصل کر کے۔''

''تمہاری سوئی اُدھر ہی اٹکی ہوئی ہے۔ وہ جو تمہارا حلیہ تھا قابلِ ندامت قابلِ مذمت اور نا قابلِ قبول ہے۔''

''ممی...... میں آج آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ اصل حقیقت کیا ہے کہ میری عمر کے لڑکے جیسا بھی فیشن کریں یہ ان کا حق ہے، آج تک آپ نے کسی شادی شدہ مرد کو اس قسم کے فیشن کرتے دیکھا ہے ایسا نہیں ہوتا۔'' وہ کاٹ دار لہجے میں بولا۔

''یعنی یہ ٹین ایج (کم عمری کی دیوانگی) سینڈ روم ہے۔'' ماہین نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

www.urdupalace.com

''میرا خیال ہے کہ تم گھر کی چار دیواری میں چوڑیاں پہن کر بیٹھو......اور راحمہ تمہاری جگہ پُر کرنے کے لیے کافی ہے۔ ہمیں اس بچی سے آج تک کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ تم ہو کہ اس کی جان لینے کے درپے ہو۔''

''خبردار جو تم نے گھر سے باہر قدم نکالا، میں ٹانگیں توڑ دوں گا تمہاری ماں کا خیال درست ہے۔'' فاران نے بھی غیظ و غضب میں کہا تو وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اور کمرے کا دروازہ پوری شدت سے بند کر کے اپنے غصے کا اظہار کیا۔

''اس لڑکے کو کیا ہو گیا ہے؟ حیرت کی انتہا ہو گئی ہے کہ اپنے لیے اس قدر لبرل اور بہن کے لیے زمانۂ قدیم کی روایات ورسومات پر زور دیتا ہے۔ ماہین اس کا ذہنی توازن خراب ہو چکا ہے۔ اس کی وجوہات مجھے سمجھ نہیں آتیں۔ اس کے اندر تجسس کی اِک دنیا آباد ہے۔ تجسس کس چیز کا ہے یہ مجھے معلوم نہیں......مسئلہ خاصا تشویش ناک ہے۔'' فاران نے فکر مندی سے کہا۔

''بیٹے جیسی ریسرچ کرنا چاہتے ہیں آپ......تو گئے ہمارے کام سے۔'' ماہین نے اِک لمبی سرد آہ بھر کر کہا۔

''کیا کہا......؟ میں سمجھا نہیں......'' وہ اچھنبے سے بولا۔

''اسے آج سے کئی سال پہلے سے ہی کسی گائیڈنس ... کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی نہ آپ کی اور نہ ہی میری......'' ماہین نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''مجھے تو یہ کمپیوٹر نرا شیطان کی آنت لگتا ہے جس کی طوالت کی کوئی انتہا...نہیں۔ بڑے، بوڑھے، جوان اور بچے اسی کے آگے سرنگوں ہیں ان کے لیے ماں، باپ بھی یہی اور زندگی بھر کا ساتھی بھی یہ شیطان ہے جس نے سب کو بہکاوے کے سپرد کر دیا ہے۔''

''لیکن میں حیران اس بات پر ہوں کہ ادحم کی شخصیت میں اس طرح کی تبدیلیوں کی وجوہات کیا ہیں؟ وہ کمپیوٹر سے کون سی تعلیم حاصل کر رہا ہے کہ بہن کے تمام حقوق کو فراموش کیے بیٹھا ہے۔ لندن بھیجنے کا کوئی فائدہ نظر نہیں آیا بلکہ اس نے اپنا ظاہرانہ پن ہی بگاڑ لیا۔'' فاران نے سوچتے ہوئے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اس کی کھوج لگاتی ہوں کہ اٹھارہ سالہ لڑکا باتیں اور حرکتیں بزرگوں والی بھی کرتا ہے اور بچوں والی ناسمجھ اور نامناسب باتوں میں بھی اس کی کوئی کمی نہیں۔'' ماہین نے گہری سوچ کے بعد کہا۔

''کھوج تو لگانی پڑے گی ماہین......'' فاران نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

''آپ کو اور مجھے جن نظروں سے دیکھتا ہے، میں خوف سے لرز جاتی ہوں۔ نہ جانے یہ لڑکا ہمارے بارے میں ہر وقت کیا سوچتا رہتا ہے۔ مجھے تو گمان ہونے لگا ہے کہ وہ ہمیں ماں، باپ نہیں سمجھتا۔'' ماہین نے دلگیر ہوتے ہوئے کہا۔

''تو کیا سمجھتا ہے...... میں سمجھا نہیں۔'' فاران نے حیرت سے پوچھا۔

''وہ ہمیں صرف اور صرف مرد اور عورت سمجھتا ہے۔ جس کا آپس میں کوئی بھی پاک و مقدس رشتہ نہیں۔'' ماہین نے مردنی آواز میں کہا۔

''ایک تو تم بھی کمال شے ہو، بات کا بتنگڑ بنانا کوئی تم سے سیکھے۔ ہم اس کے والدین ہیں بھئی...... ہمیں وہ عزت واحترام بھری نظروں سے دیکھے گا نہ کہ مشکوک اور شیطانی نگاہ ہم پر ڈالے گا۔ توبہ استغفار پڑھو ماہین......اور آئندہ ایسی بے ہودہ اور فضول سوچ کو ذہن کے قریب بھی نہ آنے دینا۔'' وہ ناگواری سے بولا۔ تب سے ہی ماہین چپ رہنے لگی تھی اور اتنی چپ کہ ہمیشہ کے لیے ہی چپ ہو گئی۔

آج دونوں بچے باہر ہیں...... اور میں پرانی باتیں سوچتے ہوئے ایک لمحے کے لیے یہ شکوہ اپنے آپ سے کرتا ہوں کہ گھر میں انٹرنیٹ لگانے کا کیا مجھے کوئی فائدہ ہوا یا نہیں...... یہ بات کسی سے شیئر اس لیے نہیں کر سکتا کہ آج کے دور میں ایسی دقیانوسی باتیں کرنا معما ہی لگا کرتی ہیں......ہے ناں!

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com